تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

تقریر

اَلطَّاعَةُ حَسَبِی (حضرت محمدؐ)

اطاعتِ الٰہی میرا حسَب ہے
(تقریر نمبر15)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام:163)

کہ تُو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اِس آیت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

”(یہ) ایک ایسی آیت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ربّ کے حضور کامل مطیع ہونے کا اِس کمال کے ساتھ ذکر کرتی ہے کہ اِس سے بہتر ذکر ممکن نہیں اور تمام دنیا کی الٰہی کتب میں اس مضمون کی کوئی آیت موجود نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا ارشاد فرمایا گیا ہے کہ میری نمازیں اور میری سب قربانیاں یعنی اَنعام کی قربانیاں نہیں بلکہ اپنے دلی جذبات کی قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت خالصۃً اپنے اللہ کے لئے وقف ہو چکی ہیں۔“

(ترجمۃ القرآن صفحہ 204)

بَلَغَ	الْعُلٰی	بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ	الدُّجٰی	بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ	جَمِیْعُ	خِصَالِہٖ
صَلُّوْ	عَلَیْہِ	وَآلِہٖ

معزز سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنی جو 20 صفات بیان فرمائیں مجھے ان میں سے پندرھویں صفت پر کچھ کہنا ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی اَلطَّاعَةُ حَسَبِی کہ اطاعتِ الٰہی میرا حسَب ہے۔ پوری روایت یوں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کی سیرت کے حوالے سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا۔

اَلْمَعْرِفَةُ رَاسُ مَالِیْ وَالْعَقْلُ اَصْلُ دِیْنِیْ، وَالْحُبُّ اَسَاسِیْ، وَالشَّوْقُ مَرْکَبِیْ، وَذِکْرُ اللّٰہِ اَنِیْسِیْ، وَالثِّقَةُ کَنْزِیْ، وَالْحُزْنُ رَفِیْقِیْ، وَالْعِلْمُ سَلَاحِیْ، وَالصَّبْرُ رِدَائِیْ، وَالرِّضَاءُ غَنِیْمَتِیْ وَالْعِجْزُ فَخْرِیْ، وَالزُّھْدُ حِرْفَتِیْ، وَالْیَقِیْنُ قُوَّتِیْ، وَالصِّدْقُ شَفِیْعَتِیْ، وَالطَّاعَةُ حَسَبِیْ، وَالْجِھَادُ خُلُقِیْ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ وَثَمْرَةُ فُؤَادِیْ فِیْ ذِکْرِہٖ وَغَمِّیْ لِاَجَلِ اُمَّتِیْ وَشَوْقِیْ اِلٰی رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ

(الشِّفَاءِ لقاضی عیاض بن موسیٰ صفحہ 81)

کہ معرفت میرا سرمایہ ہے اور عقل میرے دین کی بنیاد ہے اور محبت میری اساس ہے اور شوق میری سواری ہے اور ذکرِ الٰہی میرا مونس ہے اور وثوق میرا خزانہ ہے اور غم میرا رفیق اور علم میرا ہتھیار ہے، صبر میری چادر ہے، رضا میری غنیمت اور عاجزی میرا فخر ہے اور زُہد میرا پیشہ اور یقین میری قوت اور صدق میرا شفیع اور اطاعت

میرا حسب، جہاد میرا اخلق اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، ذکرِ الٰہی میرے دل کا پھل ہے اور میرا غم میری امت کے لئے ہے اور میرا شوق اپنے رب عزّوجلّ کی طرف ہے۔

میرے بھائیو! اطاعت جس کو طاعت بھی بولا اور لکھا جاتا ہے کہ معانی ہیں۔ تابع داری، بندگی، فرمانبر داری، تعمیلِ حکم اور عبادت و پوجا اور اطاعت گزار یا طاعت گزار ہر فرمانبر دار، بندگی کرنے والے، اطاعت کرنے والے اور عبادت گزار کو کہیں گے۔ جبکہ "س" پر فتحہ کے ساتھ حَسَب کے معانی مال و جاہ کا شرف، دینی بزرگی اور خاندانی نسب کے ہیں۔ اردو میں حَسَب و نسب، ماں باپ کے خاندانی سلسلہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ بعض لوگ "س" پر جزم کے ساتھ حَسْب استعمال کرتے ہیں جو غلط العام ہے۔ "س" پر جزم کے ساتھ حَسْب کے معانی، مطابق یا موافق کے ہوں گے۔ جیسے حَسْبِ حال، حَسْبِ توفیق یا حَسْبِ فرمائش۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اَلطَّاعَةُ حَسَبِیْ کے معنی ہوں گے کہ اطاعتِ الٰہی میرے لئے بزرگی، شرف اور عزت کا باعث ہے۔

سامعین! آئیں! اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعتِ الٰہی کے نظارے کریں۔ جہاں تک آپؐ کے حقِ بندگی کا تعلق ہے تو اِس کا آغاز تو آپؐ کی جوانی بلکہ ابتدائی زندگی سے ہو گیا تھا۔ آپؐ ایک معصوم، عابد اور زاہد نوجوان عبادت کے لئے تنہے تنہا غار حراء میں تشریف لے جاتے نہایت سوز و گداز اور گریہ گزاری سے اپنے خالقِ حقیقی کے سامنے جھکتے، اُس کی عبادت کرتے اُس وقت نماز تو اِس معروف طریق کے مطابق مقرر نہ ہوئی تھی مگر آپؐ سنتِ ابراہیمی کے تحت اپنے خدا کے حضور جھکتے، سجدہ کرتے، قیام کرتے اور رورو کر اپنے لئے اور قوم کے سُدھار کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ آپؐ کو خلوت پسندی بہت پسند تھی۔ آپؐ خشوع و خضوع سے اور نہایت استغراق سے اللہ کو یاد کرتے تھے۔ اللہ کی خاطر اعتکاف کرنا بھی حقِ بندگی کا ایک اہم جزو ہے۔ جس کو آپؐ ایک ماہ کے لئے حراء کی غار میں ہی سر انجام دیتے۔ آپؐ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اُس وقت بھی تو آپؐ اعتکاف میں ہی تھے اور جب نماز فرض ہوئی تو پھر سفر و حضر، بیماری و صحت، امن و حالتِ جنگ، ہر عسر و یُسر میں شبانہ روز عبادت میں مصروف رہے۔ حقِ بندگی میں صرف نمازیں ہی نہیں ادا کرتے تھے بلکہ نوافل، تہجد اور دِن کی نفلی نمازوں میں بھی باقاعدگی اختیار کرتے اور یہ تمام نمازیں یادِ الٰہی اور حمدِ الٰہی سے لبریز ہوتیں۔

سامعین! آپؐ خود تو اطاعتِ الٰہی کے اعلیٰ معیار پر تھے ہی۔ آپؐ کی خواہش رہی کہ اپنے پیروکاروں کو بھی اطاعتِ الٰہی اور حقِ بندگی کے تمام اسلوب سکھلا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32) آپؐ نے اپنی اِس کیفیت کو وفات پر یوں بیان فرمایا کہ اَلصَّلٰوةُ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کہ میری وفات کے بعد حقِ بندگی و اطاعت یعنی نماز کو نہ بھولنا اور دوم اپنے عزیز و اقارب اور پیاروں کو بھی نماز کی طرف توجہ دلاتے رہنا۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد بہت مؤثر فصیح و بلیغ انداز میں ہمیں وعظ فرمایا جس سے (لوگوں کی) آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور دل ڈر گئے۔ (حاضرین میں سے) ایک شخص نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! یہ تو الوداعی وعظ لگتا ہے۔ آپؐ کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، بات سنو اور اطاعت کرو خواہ تمہارا امیر ایک حبشی غلام ہو۔ کیونکہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی میرے بعد زندہ رہا تو بہت بڑے بڑے اختلافات دیکھے گا پس تم ان نازک حالات میں میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی کرنا اور اسے پکڑ لینا۔ دانتوں سے مضبوط گرفت میں کر لینا۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 157)

سامعین! جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منصبِ نبوت پر فائز ہونے کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ (الانشرح:8-9) پس جب تُو فارغ ہو جائے تو کمر ہمت کس لے اور اپنے ربّ ہی کی طرف رغبت کر۔ تو نماز فرض ہونے کے بعد روز اوّل سے لے کر آخری وقت تک پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی کے حکم کی ایسی تعمیل کی کہ خود اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام:163) یعنی تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

آپؐ ساری رات عبادت میں روتے روتے سجدہ گاہ تر کر دیتے تھے۔ آپؐ دعا کیا کرتے تھے کہ میرے اللہ تیری خاطر مَیں نے رکوع کیا تجھ پر مَیں ایمان لایا اور تیرا ہی مَیں فرمانبردار ہوں اور تجھی پر میرا توکل ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے۔ میرے کان میری آنکھیں میرا گوشت، میرا خون، میری ہڈیاں، میرا دماغ اور میرے اعصاب اس اللہ کی اطاعت میں جھکے ہوئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(صحیح مسلم)

آپؐ کی اطاعتِ الٰہی کی یہ حالت تھی کہ آپؐ قرآن کریم سے بہت پیار کرتے اور اِس میں بیان تعلیمات کو حرزِ جان بناتے۔ حضرت عائشہؓ نے اِسی اطاعت الٰہی کا ذکر اِن الفاظ میں فرمایا کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنِ

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 26)

کہ آپؐ کے اخلاق قرآنِ کریم کے عین مطابق تھے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں خوش ہوتے تھے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی ہوتی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہاں جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰؑ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:5) تو خلق عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائی کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ جہاں تک درختوں کے لیے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائلِ حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔“

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 606 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس حدیث کی وضاحت اور تفسیر میں فرماتے ہیں:

”حضرت عائشہؓ سے ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟ تو آپؓ نے فرمایا: تم مجھ سے پوچھتے ہو کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔ آپؐ کے اخلاق وہی کچھ تھے جن کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔ گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور قرآن کریم کی بات ایک ہی تھی۔ جو کچھ قرآن میں لکھا تھا سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویسا ہی کیا کرتے تھے اور جو کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے سمجھ لو کہ اس کا حکم قرآن کریم میں ضرور موجود ہوگا۔“

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 67)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت کلام پاک سے بہت خاص شغف تھا۔ روزانہ سورتوں کی مقررہ تعداد عشاء کے وقت تلاوت فرماتے۔ پچھلی رات بیدار ہوتے تو کلام الٰہی زبان پر جاری ہوتا۔ (عموماً آلِ عمران کا آخری رکوع تلاوت فرمایا کرتے) رات کے وقت نماز میں نہایت وجد اور ذوق و شوق سے ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

”کبھی پوری رات آپؐ قیام فرماتے۔ سورۃ البقرہ، آل عمران اور سورہ النساء تلاوت کرتے۔ جب کوئی عذاب کی آیت آتی تو خدا سے پناہ طلب کرتے اور جب کوئی رحمت کی آیت آتی تو اس کے لیے دعا کرتے۔“

(اسوۂ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صفحہ 58)

یعنی قرآن کریم میں جس طرح لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کی۔ قرآن کریم میں جس طرح لکھا ہے کہ حقوق العباد ادا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق العباد ادا کئے۔ قرآن کریم میں جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں اور حکموں پر مکمل طور پر عمل کیا، ان کو بجالائے، ان کی ادائیگی کی۔ قرآن نے جن باتوں سے رکنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کو ترک کیا۔ قرآن کریم نے روزوں کا حکم دیا، صدقات کا حکم

دیا، زکوٰۃ کا حکم دیا۔ آپؐ نے روزوں، صدقات اور زکوٰۃ کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر دیئے۔ قرآن کریم نے معاشرے میں لوگوں کے ساتھ نرمی کا حکم دیا تو آپؐ نے نرمی کی وہ انتہا کی جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرما دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اصلاح معاشرہ کے لئے سختی کا حکم دیا تو آپؐ نے اس کی بھی پوری اطاعت وفرمانبرداری کی۔ غرض کون سا حکم ہے قرآن کریم کا جس کی آپؐ نے نہ صرف پوری طرح بلکہ اعلیٰ ترین معیار قائم کرتے ہوئے تعمیل نہ کی ہو۔

سامعین! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے محبت اور اُس کی اطاعت کا اظہار ہی تھا کہ جب اہلِ مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی راہ سے روکنے کے لیے مال ودولت، حسین عورت اور سرداری کی پیش کش کی تو آپ نے دنیا کی ان نعمتوں کو ذرہ برابر اہمیت نہ دی اور ان سب کو بلا تامل ٹھکرا کر ان کی جگہ اللہ کی خاطر اپنے لیے گالیاں، کانٹے، برستے پتھر، بہتا خون اور جلاوطنی کو اختیار کر لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک مکہ سے نہیں نکلے جب تک کہ خدا کی طرف سے حکم نہ ہوا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ عین دوپہر کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سر لپیٹا ہوا تھا۔ آپ اس وقت کبھی نہیں آیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اس وقت کسی بڑے کام کے لئے آئے ہوں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریمؐ نے اجازت مانگی اور اجازت ملنے پر گھر میں آئے اور فرمایا کہ جو لوگ بیٹھے ہیں ان کو اٹھا دو۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ، واللہ وہ آپ کے اہل ہی تو ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا مجھے ہجرت کا حکم ہوا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! کیا مجھے آپ کی مصاحبت نصیب ہو سکتی ہے۔ آپ نے ان کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے فرمایا "ہاں!"۔

(بخاری کتاب المناقب باب هجرۃ النبی)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ اس وقت تک مکہ سے نہیں نکلے جب تک حکم نہ ہوا اور آخر وقت تک اس بات پر قائم رہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرنا۔

سامعین! آپؐ کی قرآنی ودیگر دعاؤں کا احاطہ کریں تو ہر ہر لفظ دُعا میں آپؐ کا اللہ کی طرف جھکاؤ، اُس سے محبت کی عکاسی کرتا ہے اور حق بندگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اسوہ کو اپنانے سے برکات اور انعامات وافضال کے نزول کا ذکر ملتا ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ اِس رسولؐ نے اپنے خالقِ حقیقی سے محبت اور اطاعت کا حق ادا کیا۔ اللہ کی کامل اطاعت کے پیش نظر آپؐ کی اطاعت وتکریم کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت 70 میں یوں بیان کیا ہے کہ اطاعت کرنے والے اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں میں، صدیقوں میں، شہیدوں میں اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔ اس لئے انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی کی۔ اُن سے محبت وطاعت کا حق بھی ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنے والے بامراد ہوں گے (النور:53) اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کے نتیجہ میں اُخروی انعامات ملیں گے۔ (النساء:14۔ 15) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خود اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ (آل عمران:32) اور سب سے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا۔ (النساء:81) یہ وہ حسب، شرف اور بزرگی ہے جو اطاعتِ رسول سے ملتی ہے اور اِسی شرف وبزرگی کو حضورؐ نے فرمایا کہ طاعت میری بزرگی وشرف ہے۔ آپؐ کی بیعت، اللہ کی بیعت بھی اِسی زمرہ میں آتی ہے۔ (الفتح:11) آپؐ کی اتباع محبتِ الٰہی کے حصول کا موجب ہے۔ (آل عمران:32)

آپ کی اللہ کی اطاعت اُس اللہ کی عزت کرنے کا ہی ثمرہ ہے جو اِس بزرگی اور شرف کے ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں اور فرشتے اِس بزرگ نبی پر درود بھیجتے ہیں پس اے مسلمانو! تم بھی اِس (نبیوں کے سردار اور رحمۃ للعالمین) پر درود پڑھا کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گیا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 524 جدید ایڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص توحید کے قیام کے لئے دنیا میں مبعوث فرمایا تھا اور بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے ایسے انتظامات فرمادیئے کہ آپؐ کے دل کو صاف، پاک اور مصفّٰی بنادیا۔ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اندر اپنی محبت اور شرک سے نفرت کا بیج بو دیا۔ بلکہ پیدائش سے پہلے ہی آپؐ کی والدہ کو اُس نور کی خبر دے دی جس نے تمام دنیا میں پھیلنا تھا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ رؤیا جو حضرت آمنہ نے دیکھا تھا، کس طرح سچ ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی مکمل شریعت آپؐ پر اپنے وقت پر نازل ہوئی۔ اور وہ نور دنیا میں ہر طرف پھیلا۔ خدائے واحد کی محبت کا ایک جوش تھا جس نے آپؐ کی راتوں کی نیند اور دن کا چین وسکون چھین لیا تھا۔ اگر کوئی تڑپ تھی تو صرف ایک کہ کس طرح دنیا ایک خدا کی عبادت کرنے لگ جائے، اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے لگ جائے۔ اس پیغام کو پہنچانے کے لئے آپؐ کو تکلیفیں بھی برداشت کرنا پڑیں، سختیاں بھی جھیلنی پڑیں۔ لیکن یہ سختیاں، یہ تکلیفیں آپؐ کو ایک خدا کی عبادت اور خدائے واحد کا پیغام پہنچانے سے نہ روک سکیں۔ یہ خدائے واحد کے عبادت گزار بنانے کا کام جو آپؐ کے سپرد خدا تعالیٰ نے کیا تھا وہ آپؐ پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اترنے کے بعد تو آپؐ نے انجام دینا ہی تھا لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا آپؐ کا دل بچپن سے ہی شرک سے پاک اور ایک خدا کے آگے جھکنے والا بن چکا تھا۔ خدا نے خود بچپن سے ہی اس دل کو اپنے لئے خالص کر لیا تھا۔ اگر کبھی بچپن میں اپنے بڑوں کے کسی دباؤ کے تحت، اس زمانہ کے کسی مشرکانہ تہوار میں جانا پڑا تو خدا تعالیٰ نے خود ہی اس سے روکنے کے سامان پیدا فرما دیئے، خود ہی آپؐ کی حفاظت کے سامان پیدا فرما دیئے۔“

(خطبہ جمعہ 4فروری 2005ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پس یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام جس کو قائم کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے آپؐ پیدا ہوئے تھے۔ ایک اعلیٰ انسان اور عبدرحمن کا مقام جو کسی کو ملا وہ سب سے اعلیٰ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ اور بندے کی پہچان اپنی ذات کی پہچان اور خدا تعالیٰ کی ذات کی پہچان کرانے کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ توحید کے قیام کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ اور ساری زندگی اسی میں آپؐ نے گزاری۔ اور یہی آپ کی خواہش تھی کہ دنیا کا ہر فرد ہر شخص اس توحید پر قائم ہو جائے۔ اور اس زمانے میں بھی آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی پہچان اس تعلیم کی رو سے ہمیں کروائی۔ پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خدائے واحد کی عبادت اور اس کے نام کی غیرت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں تبھی ہم حقیقت میں لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا کلمہ پڑھنے والے کہلا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ 4فروری 2005ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)